علم آئمہ اطہارؑ

از مولانا سید فدا حسین بخاری۔

اس مقالہ میں اجمالی طور پر آئمہ معصومینؑ کے علم کے مأخذ کو بیان کیا جائے گا۔ اس سے پہلے کہ منابع اور مأخذ بیان کئے جائیں۔ علم کی تعریف میں بعض محققین اور سکالرز نے جو کہا ہے، اسے بیان کرتے ہیں۔ علماء کی نگاہ میں بشری طاقت کے مطابق اشیاء کے حقائق پر آگاہ ہونے کا نام علم ہے۔ یاد رہے اشیاء کی حقیقت کا علم رکھنا اور بات ہے اور اندازے اور گمان کرنا اور بات ہے۔ تھیوری یا نظریئے کی حیثیت جب تک دلائل قطعی اور عقلی سے ثابت نہ ہو جائے ذہنی تصورات ہی رہتے ہیں۔

تعریف علم: کسی چیز کا علم اس کی حقیقت اور واقعیت حاصل کرنے کا نام ہے یا اس چیز کے خاص قسم کے وجود کے ادراک کر لینے کا نام ہے یوں کہہ لیں کہ کسی کا علم اس کے بارے میں، اس طرح کی آگاہی اور شناسائی حاصل کر لینے کا نام ہے جیسا کہ وہ چیز حقیقت میں ہے۔

حقیقی علم: علم باری تعالیٰ میں ہر چیز کی ایک حقیقت و واقعیت موجود ہے۔ پس اس شئے کا عالم وہ ہے جس کا علم اسی شئے کے بارے میں پروردگار کے علم کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔

علم غیب: غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو ہم سے پوشیدہ و پنہاں ہو، علم غیب کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو ہماری نسبت سے ہوتا ورنہ خداوند عالم کے لئے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ عالم الغیب والشہادۃ سب ہماری نسبت سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر چیز حاضر ہے کوئی غائب نہیں۔

پس ہمارے لئے جو غائب ہے ان میں سے بعض چیزیں غیب مطلق ہیں یعنی جو ہمیشہ سے پوشیدہ ہیں اور پوشیدہ رہیں گی۔ مثلاً ذات باری تعالیٰ کی حقیقت، کہ یہ نہ کبھی بشر پر واضح ہوئی ہے اور نہ کسی طرح اس کے آشکار ہونے کا امکان ہے اور یہ محدود مخلوق کبھی بھی اپنے لامحدود خالق سے آگاہ نہیں ہو سکتی۔ پس کنہ ذات کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کی صفات ذاتی، عین ذات ہیں، لہذا مخلوق کی دسترس سے خارج ہیں۔

علم ذات، عین ذات ہے در مقام ذات، اللہ تعالیٰ غائب الغیوب ہستی ہے، چنانچہ نہج البلاغہ میں ہے: "الذی لا یدرکہ بعد الھمم ولا ینالہ غوص الفطن" (خطبہ ۱)

علم در مقام فعل الٰہی جو ظاہر ہوتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں اللہ کی مخلوق ہے۔ اس کا علم اللہ کے اذن سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

صفات فعل وہ اوصاف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فعل سے یعنی موجودات ممکن (جیسے مَلک (فرشتہ)، انسان، حیوان، جمادات) سے انتزاع ہوتے ہیں۔ نہ ذات سے۔ تو اس طرح خدا کی صفات فعل، اللہ اور جہانِ خلقت کا رابطہ بیان کرتی ہیں۔ جب تک ذات خدا کے علاوہ کوئی چیز فرض نہ ہو، ذات واجب الوجود اس سے متصف نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کی صفات فعل کا مظہر انسان ہو سکتا ہے۔

رسول کریمؐ اور آئمہ اطہارؑ مظہر اسم اعظم الٰہی ہیں۔ وہ اسم اعظم کہ جس کے زیر سایہ اسم ہیں۔ رسول پاکؐ اور آئمہ اطہارؑ بدون واسطہ، اللہ کے مظہر ہیں، لہذا کامل ترین مظہر خدا ہیں۔ لیکن دوسری مخلوق واسطے سے اللہ کی مظہر ہے، کیونکہ فیض الٰہی کو مستقیم (ڈائریکٹ) نہیں لیتے۔ بنابراں اللہ کا فیض پہلے محمد وآل محمد کو پہنچتا ہے پھر وہاں سے دوسروں کو سرایت کرتا ہے۔

قرآن مجید میں آیت الکرسی میں ہے: "ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء" ۔ اور وہ علم خدا میں کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جس قدر وہ خود چاہے۔

انسان کا علم اس حد تک ہے جہاں تک اللہ چاہتا ہے، یعنی اس کی مشیت کا تقاضا ہے۔ خداوند عالم کی مشیت یا اذن دو قسم کا ہے:

(۱) مشیت عمومی یا اذن عمومی، مثلاً قرآن میں ہے: "والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ" ۔ اور پاکیزہ زمین باذن الٰہی (اپنے اندر بیج کو پروان چڑھاتی ہے) اور اس کا پودا اس سے باہر نکل آتا ہے۔

یا دوسری مثال ڈاکٹری علاج کی دی جا سکتی ہے۔

(۲) مشیت خصوصی یا اذن خصوصی سے مراد وہ اجازت وہ اللہ تعالیٰ نے کسی معین اور خاص موجود کو اس کا اہل سمجھتے ہوئے عنایت فرمائی ہے، جیسا کہ وہ اپنے اولیاء، انبیاء اور اوصیاء کو اذن خاص عنایت فرماتا ہے قرآن مجید کی سورہ آل عمران آیت ۴۹ میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آیا ہے: "انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وأبری الاکمہ والابرص وأحی الموتیٰ باذن اللہ" ۔ (وہ عیسیٰ کہے گا) میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندہ کی شکل کا مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے اذن سے مادر زاد اندھے اور برص کے مریضوں کو تندرست اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اور میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں۔ اگر تم صاحبان ایمان ہو تو اس میں تمہارے لئے نشانی ہے۔

سورہ مائدہ کی آیت ۱۱۰ میں بھی اذن خصوصی کے بارے میں آیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: "واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی وتبری الاکمہ والابرص باذنی واذ تُخرج الموتی باذنی" ۔ اور جب تو مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہے، میرے اذن کے ساتھ اور تو مادر زاد اندھوں اور برص کے مریض کو تندرستی دیتا ہے میرے اذن کے ساتھ اور تو مُردوں کو (قبروں سے) باہر نکالتا ہے میرے اذن کے ساتھ۔

ان آیات سے اذن الٰہی ثابت ہے چونکہ یہ

شمارہ ۳۳، ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

No.: 33, April, 2008

خواست باری تعالیٰ کے تحت ایک ہستی اس بات پر قادر ہوسکتی ہے کہ کائنات کے حقائق پر عالم ہوجائے، چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "واللہ لوشئت ان اخبر کل رجل منکم بمخرجه ومولجه وجميع شانه لفعلت ومن اخاف ان تکفروا فیَّ برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الا وانی مفضیة الی الخاصة ممن یومن ذلک منه"۔ خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو تم سب کی زندگیوں کا پورا حال آغاز سے انجام تک تمہارے کاموں سے متعلق ہر قسم کی معلومات دے سکتا ہوں۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم تحمل نہ کرسکو اور یہ کہو رسول خدا نے تو ایسا نہیں فرمایا اور علیؑ یہ کہہ رہے ہیں۔ پس علیؑ رسول خدا سے بالاتر ہیں اور یہ تمہارے انحراف کا باعث بنے گا۔

نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۸۹ میں ارشاد فرمایا: "ایها الناس ! سلونی قبل ان تفقدونی وانا بطرق السماء اعلم من طرق الارض" ۔اے لوگو! پوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے تم کھودو، میں آسمانوں کے راستوں کو زمین کے راستوں سے بہتر جانتا ہوں۔

آئمہ اطہارؑ کے علم کے مأخذ

(۱) قرآن مجید

آئمہ اہل بیتؑ پوری کتاب کے عالم ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر، تاویل، ظاہر، باطن، محکم، متشابہ، مطلق اور مقید غرض کہ جو بھی علوم کتاب سے مربوط ہیں، ان تمام علوم کے عالم ہیں اور وارث بھی ہیں۔

قرآن مجید کی سورہ الرعد ۴۳ میں ارشاد قدرت ہے: "ویقول الذین کفروا لست مرسلاً، قل کفی بالله شهیداً بینی وبینکم ومن عنده علم الکتاب"۔ کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے (رسول) نہیں ہیں، کہہ دیجئے کہ میری رسالت کی گواہی کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔

اس آیت میں "علم الکتاب" بصورت مطلق آیا ہے۔ چنانچہ تمام علوم جو کتاب الٰہی سے مربوط ہیں، اس کا عالم ہوگا اور یہ بات اس آیت میں نہیں ہے جو سورہ نمل کی آیت ۴۰ میں آئی ہے، جس میں ارشاد ہورہا ہے: "قال الذی عنده علم من الکتاب انا آتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک"۔ اس نے کہا جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا کہ میں تخت بلقیس کو چشم زدن سے پہلے لاسکتا ہوں۔

معروف مفسر قرآن قرطبی نے اپنی تفسیر میں عبداللہ بن عطا سے نقل کیا ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسینؑ سے پوچھا گیا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ "الذی عنده علم الکتاب" سے مراد عبداللہ بن سلام ہے تو آپ نے فرمایا: "انما ذلک علی ابن ابی طالب رضی الله عنه"، اس سے مراد فقط علیؑ ہیں۔ محمد بن حنفیہ نے بھی یہی کہا۔

قابل توجہ یہ بات ہے کہ سورہ الرعد مکہ میں نازل ہوئی اور عبداللہ بن سلام، سلمان فارسی اور دوسرے علماء اہل کتاب مدینہ میں اسلام لائے، اس لئے اس سے مراد ان کو نہیں لیا جاسکتا۔ شیخ سلیمان قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں عطیہ عوفی سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے نقل کیا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "الذی عنده علم من الکتاب" سے کون مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ سلیمان پیغمبر کے وزیر تھے اور پھر "قل کفیٰ .... میں الذی عنده علم الکتاب" کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "ذاک اخی علی ابن ابی طالب" ۔وہ میرے بھائی علی فرزند ابی طالب ہیں۔

قرآن کی حقیقت وتاویل سے آگاہی

سورہ واقعہ میں ارشاد ہے: "انه لقرآن فی کتاب مکنون، لا یمسه الا المطهرون" ۔یہ قرآن یقیناً بڑی تکریم والا ہے جو ایک محفوظ کتاب میں ہے جسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ ان آیات سے پتہ چلا کہ قرآن کریم کتاب مکنون میں ہے اور وہاں تک رسائی صرف "مطهرون" پاک ہستیوں' کی ہے اور قرآن کی نگاہ میں مطہرون، رسول اور آل رسول ہیں، چنانچہ سورہ احزاب کی آیت ۳۳ میں ارشاد ہے: "انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیراً" ۔اے نبوت کے گھر والو! اللہ کا ارادہ ہے کہ تمہیں طیب وطاہر رکھے اور ہر قسم کے رجس کو تم سے دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔ پس قرآن کے مطابق قرآن کی حقیقت تک اور کتاب مکنون تک رسائی محمد و آل محمد کی ہے۔

سورہ آل عمران کی آیت ۷ میں ارشاد ہوتا ہے: "وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم" ۔قرآن مجید کی تاویل اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ جو علم میں راسخ ہیں۔

اس آیت میں بعض علماء کہتے ہیں کہ والراسخون، اللہ پر عطف نہیں ہے۔ یہاں سے جملہ استینافیہ ہے، جداگانہ جملہ ہے، لیکن اکثر علمائے شیعہ کی رائے ہے کہ "الراسخون فی العلم" اللہ پر عطف ہے اور انہوں نے جو توجیہات کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱)۔ بعید ہے کہ قرآن میں ایسے اسرار ہوں جنہیں صرف اللہ جانتا ہو، اس لئے کہ یہ ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے۔ معنی ندارد کہ ایسی چیز نازل ہو جس کا کوئی بھی عالم نہ ہو۔

۲) تمام مفسرین ہر آیت کا معنی جاننے کی کوشش کرتے ہیں، لہذا یہ (اوپر والی) بات خلاف اجماع مفسرین ہے۔

۳) اگر تسلیم ہونا بغیر آگاہی کے ہے تو پھر آیت میں ایسے آنا چاہئے تھا: "راسخون فی الایمان"، نہ کہ "راسخون فی العلم"۔

۴) بہت سی روایات میں آیا ہے کہ "راسخون فی العلم" تاویل قرآن کو جانتے ہیں۔ اس لئے اس کو اللہ پر عطف ہونا چاہئے۔

۵) امام صادق علیہ السلام سے حدیث ہے: "الراسخون فی العلم ،امیر المؤمنین والائمة من بعده"۔ دوسری حدیث میں فرمایا: "نحن الراسخون فی العلم ونحن نعلم تاویله" ۔ہم راسخون فی العلم ہیں اور ہم ہی قرآن کی تاویل وحقیقت کو جانتے ہیں۔

قرآن مجید میں ایک اور آیت جس میں الراسخون فی العلم کی بات آئی ہے، وہ سورہ النساء کی آیت ۱۶۲ ہے، جس میں فرمایا گیا ہے: "لکن الراسخون فی العلم منهم والمومنون یومنون بما انزل من قبلک" ۔اہل کتاب میں سے بعض جو علم میں راسخ ہیں اور اسی طرح مومنین جو تجھ پر نازل ہوا اور جو کچھ پہلے نازل ہوا ہے، اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

جو لوگ عبداللہ سلام اور اس جیسے دوسرے لوگوں کا نام لیتے ہیں، وہ سورہ نساء ۱۶۲ سے مربوط بات ہے، نہ کہ آل عمران کی آیت ۷ سے۔ نہج البلاغہ کے خطبہ اشباح میں کہا گیا ہے کہ جان لو! راسخون فی العلم وہ لوگ ہیں جن سے اقرار اجمالی اس پر جوان سے پوشیدہ ہے اور اس کی تفسیر نہیں جانتے، اسرار پوشیدہ کی گہرائیوں میں جانے سے بے نیاز کردیا ہے۔ ممکن ہے یہ بھی اشارہ اسی آیت (سورہ النساء ۱۶۲) کی طرف ہو۔

13

ج = آئمہ اطہار اُولوالعلم ہیں۔

سورہ عنکبوت آیت ۴۹ میں ارشاد رب العزت ہے۔ بل ھو آیات بیّنات فی صدور الذین اوتوا العلم۔ اور وہ روشن آیات ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے۔ بہت ساری روایات ہیں جو بتاتی ہیں کہ اُولوالعلم سے مراد آئمہ معصومین ہیں۔

آئمہ کے علم کا دوسرا ماخذ

وراثت پیامبرؐ - بہت سی احادیث ہیں جو اس حرف دو پر التفات کرتے ہیں۔ قال رسول اللہؐ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیاتھا من بابھا - رسول پاکؐ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں جو علم کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ دروازہ سے آئے

حدیث ہے ۔ علّمنی رسول اللہ علیا الف باب یفتح
من کل باب الف الف باب ۔ رسول پاک نے حضرت علی کو ہزار باب علم کے تعلیم دیے اور ہر باب
سے ان کے لیے ہزار ہزار باب کھلتا گیا ۔ حضرت علی اور آئمہ اطہار رسول پاک کے علم کے وارث ہیں۔

کتاب علی

کتاب علی = امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پوری بعثت کے زمانے میں ان کے ساتھ شانہ بشانہ رہے ۔ رسول پاک کی حدیثوں کو وہ لکھتے رہے اور ان کو کتابی صورت میں جمع کیا
یہ کتاب علی آپکے بعد آپکے بیٹے امام حسن اور پھر امام حسین ؑ اور پھر اسی طرح آئمہ اطہار کے پاس رہی اسی کو کبھی جامعہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے
امام جعفر صادق نے ابو بصیر سے فرمایا : اے ابو بصیر انّ عندنا الجامعہ
اس کتاب کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اور وہ رسول پاک کی املاء اور حضرت علی کے ہاتھ سے لکھی گئی ہے اس میں ہر حلال اور ہر حرام کی وضاحت کی گئی ہے حتیٰ کہ بدن پر خراش کی دیت تک کی اس میں وضاحت ہے ۔ اصول کافی ج ۱ ص 239

تیسرا ماخذ

مصحف فاطمہ

مصحف فاطمہ = رسول پاک کی رحلت کے بعد جبرائیل حضرت فاطمہ زہراؑ کو تسلی دینے کے لیے آتے رہے اور آئندہ کے واقعات بتاتے رہے حضرت علی نے انہیں لکھ لیا
آئمہ اہل بیت کے علم کے لیے یہ بھی منبع ہے
اگرچہ صحیفہ فاطمیہ میں قرآن میں سے کچھ نہیں

چوتھا ماخذ

الہامات الٰہی

الہامات الٰہی = آئمہ اہلبیت ؑ کا علم ایک اور ماخذ جسے الہام کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے ۔ الہام صرف پیغمبروں سے ہی مخصوص نہیں تھا ۔ تاریخ میں دوسری عظیم شخصیتیں بھی ملتی ہیں جنہیں الہام ہوتا تھا چنانچہ قرآن میں ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت خضرؑ نے دیندار حضرت موسیٰ کی تربیت کی

قرآن اس سلسلے میں فرماتا ہے

اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۔ سورہ کہف 65

جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا کی تھی اور اپنے علم خاص میں سے ایک علم کی تعلیم دی

اس کے علاوہ حضرت سلیمان کے ایک قریبی آصف بن برخیا کے بارے میں فرماتا ہے

قال الذی عندہ علم من الکتاب ۔ اس لیے کسی کا نبی نہ ہونا اس میں رکاوٹ

نہیں بنتا کہ بعض بلند مرتبہ انسان الہام الٰہی کے مالک بن جائیں یا ان سے فرشتے

باتیں کریں ۔ چنانچہ ہم اصول کافی میں احادیث رکھتے ہیں

جن میں فرمایا گیا ہے کہ آئمہ کا ارتباط فرشتوں سے ہے

ان علیا کان محدثا کصاحب سلیمان او کصاحب موسیٰ او کذی القرنین

اصول کافی ج ۲ ص 281 ۔ اور پھر سورہ قدر میں ارشاد ہوتا ہے کہ شب قدر میں

فرشتے اور ملائکہ کا سردار "روح القدس" تمام امور لے کر نازل ہوتے ہیں

بہت سی روایات ایسی ہیں جو کہتی ہیں کہ وہ وقت کے امام کے پاس اترتے ہیں ۔

پانچواں ماخذ = القائے روح القدس ۔ بعض روایات میں ملتا ہے کہ یہ جبرائیل

سے علیحدہ اللہ کی مخلوق ہے ۔ حضرت عیسیٰ کے لیے سورہ بقرہ کی آیت 87 ، 253

المائدہ ۱۱۰ سے ثابت ہوتا ہے کہ روح القدس ان کی تائید کرتا تھا ایدنا بروح القدس

روح القدس رسول پاک اور آئمہ اطہار کے ساتھ ہوتے ہیں

امام جعفر صادق سے حدیث ہے = والسابقون السابقون اولئک المقربون ۔ فالسابقون ہم رسول اللہ

وخاصۃ اللہ من خلقہ جعل فیہم خمسۃ ارواح ایدہم بروح القدس فبہ

عرفوا الاشیاء ۔ اصول کافی ج ۱ ص ۲۷۱

چھٹا ماخذ علم = نور الٰہی ۔ اصول کافی ج ۱ ص 387 پر آیا ہے فاذا مضی الامام الذی کان قبلہ

رفع لہذا منار من نور ینظر بہ الی اعمال الخلائق فبہذا یحتج اللہ

علی خلقہ ۔ جب ایک امام دنیا سے چلے جاتے ہیں تو دوسرے امام کے لیے نور کا مینار بلند کر دیا جاتا ہے جس سے اعمال خلائق